سیرت نبوی اور ہمارا طرزِ عمل

از: مولانا زاہد مکھیالوی
جامعہ فلاحِ دارین الاسلامیہ بلاسپور، مظفرنگر

سیدالکونین خاتم الانبیا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وفات تک، بچپن، جوانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھاپا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت، آپ کا معاشرہ، آپ کے عقائد، آپ کے اخلاق، آپ کا رہن سہن غرض یہ کہ زندگی کے ہر موڑ اور ہر گوشہ کا نام سیرت ہے۔ عقل وفہم اور دینی شعور رکھنے والے کسی بھی مسلمان پر یہ بات بھی ڈھکی چھپی نہیں کہ انسانی زندگی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ذات میں بہترین نمونہ ہے قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِی رَسُولِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۲۱) اللہ کے رسول میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ نیز امتِ مسلمہ کے لیے آپ کی بے پایاں شفقت ومہربانی اور مسلمانوں کی خیروفلاح کے لیے قلبی تڑپ اور جہد مسلسل کے وقیع مضامین سے قرآن وحدیث بھرے ہوئے ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ایک مقام پر ارشاد باری ہے:

لَقَدۡ جَاۤءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡكُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبہ ۱۲۸)

ترجمہ: تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول تشریف لائے ہیں، ان پر تمہاری تکلیف بھاری ہے اور وہ تمہاری بھلائی کے حریص ہیں اور ایمان والوں پر نہایت شفیق ومہربان ہیں۔

اسی شفقت ومہربانی کے تعلق سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

ان النبی ﷺ تلا قول اللّٰہ تعالیٰ فی ابراهیم: رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضۡلَلۡنَ كَثِیۡرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنۡ تَبِعَنِی فَاِنَّهٗ مِنِّی وَ قال عیسیٰ اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ فَرَفَعَ یَدَیۡهِ فَقَالَ

اللّٰھمّ أمتی أمتی وَ بَکیٰ فقال اللّٰہ تعالیٰ یا جبرئیل اذھب الیٰ محمد وَرَبُّكَ اَعْلَمُ فَسُئَلُه مَا یُبْكِیْكَ فاتاہ جبرئیل علیه السلام فساله فاخبرہ رسول اللّٰہ ﷺ بما قال وھو اَعْلَمُ فَقَالَ اللّٰہ تعالیٰ یا جبرئیل اِذْھَبْ الیٰ محمد فقل اِنَّا سَنُرْضِيْكَ فِي اُمتك ولا نَسُوْئُكَ (رواہ مسلم ۱/ ۱۱۳)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہ آیت تلاوت فرمائی رب انھن الخ (کہ میرے پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا یعنی ان کی وجہ سے بہت سے آدمی گمراہ ہوگئے، پس جو لوگ میری پیروی کریں وہی میرے ہیں، پس ان کے لیے تو میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ ان کو تو ہی بخش دے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول بھی تلاوت فرمایا اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُكَ الخ یعنی اے اللہ اگر آپ میری امت کے ان لوگوں کو عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں (یعنی آپ کو عذاب وسزا کا پورا حق ہے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور کہا اے میرے اللہ! میری امت، میری امت، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دعا میں روئے، اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا کہ محمد کے پاس جاؤ؛ اگر چہ تمہارا رب سب خوب جانتا ہے؛ مگر پھر بھی تم جا کر ہماری طرف سے پوچھو کہ ان کے رونے کا سبب کیا ہے ؟ پس جبرئیلؑ آپ کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو وہ بتلادیا جو اللہ سے عرض کیا تھا یعنی اس وقت میرے رونے کا سبب امت کی فکر ہے۔ جبرئیلؑ نے جاکر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اللہ نے جبرئیلؑ کو فرمایا کہ محمد کے پاس جاؤ اور ان کو ہماری طرف سے کہو کہ تمہاری امت کے بارے میں ہم تمہیں راضی اور خوش کردیں گے، اور تمہیں رنجیدہ اور غمگین نہیں کریں گے۔

ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِعَائِشَةَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِھَا وَمَا اَسَرَّتْ وَمَا اَعْلَنَتْ ۔ یہ دعا سن کر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہاں تک ہنسیں کہ ان کا سر آپ ﷺ کی گود کی طرف جھک گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھ کو میری دعا نے خوش کردیا، عرض کیا حضرت! آپ کی دعا کیوں خوش نہ کرتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خدا کی قسم! یہی میری دعا میری تمام امت کے لیے ہر نماز کے بعد ہوتی ہے۔(مجمع الزوائد ج ر ۹ص ر۲۴۴)

یہ امت کے فکر وغم اور خیر خواہی کے جذبات سے معمور پیغمبرانہ مزاج تھا جو ہمہ وقت آپ کو مضطرب و بے چین رکھتا تھا، اور یہ سلسلۂ شفقت ومہربانی صرف دنیا کی فانی زندگی تک محدود نہیں بلکہ محشر کے میدان میں بھی، جب ہر انسان ہی نہیں بلکہ ہر نبی نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا، کرب وابتلاء کے عین موقع پر بھی زبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر ''امتی امتی'' جاری ہوگا ،اور آپ دیگر انسانوں کے ساتھ ساتھ اپنی امت کے حق میں خصوصی شفاعت فرمائیں گے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امت سے اس قدر محبت و پیار کا تعلق اور ہم مسلمانوں کا سنتِ نبوی سے اعراض یقیناً یہ انتہائی تشویشناک اور تکلیف دہ ہے، اللہ تعالیٰ ہی ہمارے حال پر رحم فرمائے، جس نبی کو اسوہ بنا کر مبعوث کیا گیا، اس نبیِ رحمت نے زندگی کے کسی بھی گوشہ کو تشنہ نہیں چھوڑا؛ بلکہ کامل ومکمل طریقہ سے تمام شعبوں میں زبانی عملی ہرطرح سے اور ہر سطح سے رہبری فرمائی۔ خواہ ان اُمور کا تعلق عبادت سے ہو یا معاملات سے یا معاشرت واخلاقیات سے ،زندگی کا ہر مرحلہ اس آفتابِ نبوت کی پاکیزہ ومقدس روشنی سے منور اور روشن ہے، ہماری سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ ہم بے عملی کا شکار ہیں، رذیل دنیا کی حرص وطمع کے دبیز پردوں نے ہمیں پوری طرح سے ڈھانپ رکھا ہے، یہی وجہ ہے کہ منزل کی صحیح سَمت معلوم ہونے کے باوجود ہم اس پر چلنے سے عاجز وقاصر رہتے ہیں، شدید ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنا محاسبہ خود کریں، اپنی عبادتوں کا جائزہ لیں ہماری نمازیں پیغمبر کی نماز سے میل کھاتی ہیں یا نہیں۔ زکوٰۃ اور رمضان شریف کے روزوں، حج بیت اللہ اور دیگر عبادتی کاموں میں ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو کتنا ملحوظ رکھتے ہیں۔ اسی طرح معاملات کو دیکھیں کہ اس میں ہم کس حد تک پیغمبرانہ اسوہ کو اختیار کیے ہوئے ہیں، یا غیروں کے بنائے ہوئے اُصول اور ان کے بے برکت طریقے اختیار کرتے ہیں، معاملات کی صفائی وشفافیت کے متعلق نبیِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات و ہدایات پر ہمیں کتنا اعتماد ہے، اخلاق و معاشرت کے پہلو سے بھی ہم اپنے طرزِ عمل پر نظر ڈالیں ،اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری خصلتیں اور مزاج کتنا متاثر ہے۔

حرص وطمع، کینہ وحسد، حبِ جاہ، حبِ مال، عجب وریا، کذب وخیانت، غرور وگھمنڈ، غصہ اور بخل جیسی خسیس اور گھٹیا عادتوں سے ہم عملی طور پر کتنی نفرت کرتے ہیں اور اخلاقِ عالیہ تواضع و انکساری توبہ واستغفار، انس ومحبت، زہدوتوکل صبروشکر، حلم وبردباری، صدق واخلاص، احسان و رضا، شرم وحیا، ہمدردی ورحم دلی، جیسے بلند اوصاف سے ہماری طبیعت کتنی مانوس ہے اور وقت آنے پر ان دو متضاد راہوں میں سے ہم کس راہ کو اختیار کرتے ہیں۔ اسی طرح اپنی معاشرتی زندگی کا بھی جائزہ لیں اور بہت سنجیدگی سے محاسبہ کریں کہ قبیلہ وخاندان اعزا، واقربا، پڑوسیوں اور دیگر لوگوں کے ساتھ رہن سہن اور گزر بسر کے سب طریقے ہمارے اچھے ہیں؟ اپنی بستی ومحلّہ اور گھروں میں محبت وموانست کی فضا ہے، یا نفرت وبیزاری کا ماحول ہے؟ خوش مزاجی، بڑوں کی عزت وعظمت، چھوٹوں کے ساتھ شفقت ومحبت، ماتحتوں کے ساتھ حسنِ سلوک ورواداری، لوگوں کی خطا ولغزش معاف کرنا کمزوروں کی مدد کرنا مہمانوں کی ضیافت، بھوکوں کو کھانا کھلانا ،مظلوموں کی مدد اور ہر شخص کے ساتھ محبت وشفقت کا معاملہ کرنے میں ہماری زندگی کا کتنا حصہ گزرا کہ جس کی بنیاد پر معاشرہ میں آدمی ایک محترم اور بلند کردار انسان کہلانے کا حق دار ہوجاتا ہے، یہ بلند کرداری غیروں میں بھی اس کو باعزت مقام دیتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہم اپنا بھی محاسبہ کریں اور اپنے اہل وعیال کا بھی جائزہ لیں، آج ہمارے بچوں کو موبائل فون، ٹیلی ویژن وغیرہ کے ذریعہ کرکٹ کھیل کی معلومات، کھلاڑیوں کے نام اور مختلف صوبوں، ملکوں میں کھیلے گئے میچوں کا رکارڈ، فلموں کی اسٹوریاں وغیرہ خوب یاد رہتی ہیں۔ اگر یاد نہیں تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات اور ان کی سیرت یاد نہیں، اس میں یقیناً بنیادی طور پر قصور ہمارا ہے۔

ہمیں خود سیرتِ طیبہ کا پتہ نہیں، اس سے یکسر غفلت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے نہ تو احوال ہمیں یاد ہیں اور نہ جاننے کی فکر ہے؛ البتہ زبانی محبت کا دعویٰ خوب ہوتا ہے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعوذ باللہ کوئی خبیث النفس شرارت کردے تو ہمارا خون کھولنے لگتا ہے، ضرور کھولنا چاہیے اور اس پر جتنا بھی غصہ آئے کم ہے؛ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ ہم نے خود کیا تعلق قائم کررکھا ہے۔ ہماری زندگی سنتوں سے کس قدر معمور ہے، ہمیں اس کا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے، ہمارے بچوں

کے اندر نبی علیہ السلام کی سیرت کا کتنا چرچا ہوتا ہے، ہمارے گھروں میں سنتیں کتنی زندہ ہیں؟

اس کا سہل و مجرب طریقہ یہ ہے کہ صبح بیدار ہونے سے سونے تک روزمرہ کی دعائیں یاد کی جائیں، بچوں کو بھی یاد کرائیں، اس موضوع کی اُردو، ہندی مختلف زبانوں میں کتابیں بازار میں ملتی ہیں، ان کو ہم پڑھیں، اپنے اہل وعیال میں سنائیں، اسی سے ایک ماحول بنے گا اور سنتوں پر عمل کا داعیہ پیدا ہوگا، انشاء اللہ ہماری سیرت وصورت، عادات واخلاق سنتوں کے پاکیزہ رنگ میں رنگین ہوجائیں گے اور زندگی کے ہر موڑ اور ہر مرحلہ میں ہم پیارے نبی کی سیرت طیبہ کو اپنا اسوہ بنا کر زندگی گزاریں تو بلاشبہ دونوں جہاں میں سرخ روئی کا باعث ہوگا، اور اس کے صالح اثرات نہ صرف یہ کہ ہماری زندگیوں میں ہی ظاہر ہوں گے؛ بلکہ ہماری نسلوں کو بھی اس کا فائدہ پہونچے گا، انشاء اللہ۔

اللہ رب العزت ہم سب کو عمل کی توفیق سے نوازے اور اپنی عارضی وفانی زندگی کے ہر مرحلہ میں سنتِ نبوی کو پیشوا بنانے کے لیے ہمیں منتخب فرمائے کہ سیرت طیبہ کا اصل یہی پیغام ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت وتعلق اور ایمانی جذبہ کا یہی تقاضہ ہے اور اسی میں فلاحِ دارین ہے۔

❁ ❁ ❁